رجسٹرڈ نمبر اے ۱۸۱ ستمبر ۱۹۵۲ء

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

مرتبہ

شاہ معین الدین احمد ندوی

قیمت چھ روپیہ سالانہ

دفتر دار المصنفین اعظم گڈھ

جلد ۷۰ ماہ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۵۲ء عدد ۳

مضامین

مولانا مظفر شمس بلخی

اور

سند حدیث

از جناب مولانا عبدالرؤف اورنگ آبادی

مخدوم جہان شیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری نور اللہ مرقدہ کے سلسلۂ ذکر مین بعض مورخین اور اکثر تذکرہ نویسون نے مولانا امام شیخ الاسلام مظفر شمس بلخی یرحمہ اللہ مضجعہ کا بھی ذکر کیا ہے،

آئین اکبری، سیر المتاخرین، اخبار الاخیار، خزینۃ الاصفیا، مناقب الاصفیا، معدن الاسرار، مونس القلوب، کاشف الاسرار، گنج لایخفیٰ، رسالہ شیخ بہرام بہاری، رسالہ المطلوب المبارک، وفات نامہ زین بدر عربی، وسیلہ شرف مین مخدوم جہان کے ذیل مین مولانا موصوف کا ذکر خیر کہین ایجاز اور کہین اطناب سے آتا ہے، مولانا موصوف کی ہستی علم و فضل سلوک و عرفان کے اعتبار سے اور مخدوم جہان کے مجاز و خلیفہ کے لحاظ سے متعارف ہی، اس لئے ضرور تھی کہ بزم صوفیہ کی یہ ممتاز اور جلیل القدر ہستی اہل نظر کے سامنے اپنے پورے خد و خال کے ساتھ آجاتی، اس لئے مذکورہ بالا تذکرون مخدوم جہان اور مولانا کے مکتوبات اور باخبر اصحاب کی روایات خاندانی کے حوالہ سے مولانا مظفر شمس بلخی کا مختصر تذکرہ مرتب کر کے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہی، اس سلسلہ مین مولانا موصوف کے دست خاص کی ایک نادر سند حدیث[1] علم دوست اصحاب کی خدمت مین پیش کی جائے گی، تاکہ ہندوستان مین علم حدیث کے عنوان سے جو سلسلہ شروع ہوا تھا، اسکی یہ زرین کڑی بن سکے وما توفیقی الا باللہ۔

[1] یہ سند محترم فاضل دوست مولوی سید شیخ الدین بلخی مولف تاریخ مگدھ و بہار، اور ریسرچ اسکالر پٹنہ یونیورسٹی پٹنہ د باقی ص ۲۰۹ پر)

نام و نسب مظفر نام ہے، سلطان شمس الدین بلخیؒ کی نسبت سے شمس، اور وطن مالوف بلخ کی نسبت سے بلخی کے نام سے مشہور ہوئے، مولد خاص بلخ، سنہ ولادت صحیح معلوم نہین، مگر قیاس ہے کہ ساتوین صدی کے آخر یا آٹھوین صدی ہجری کے اول مین ولادت ہوئی،

سلسلۂ نسب بہ سند صحیح یہ ہے، مظفر ابن سلطان شمس الدین بلخی ابن سید علی ابن حمید الدین ابن سراج الدین ابن سید بزرگ ابن محمود ابن سلطان ابراہیم ابن ادہم ابن سلیمان ابن ناصر الدین ابن محمد ابن یعقوب ابن احمد بن اسحاق ابن زید ابن محمد ابن قاسم ابن علی اصغر امام زین العابدین ابن امام حسین ابن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(بقیہ حاشیہ ص ۲۰۸) اور مخلص کرم مولانا حکیم شاہ تقی حسن بلخی سجادہ نشین خانقاہ فتوحہ پٹنہ کے یہان محفوظ ہے، اس کی نقل مین نے علامہ سید سلیمان صاحب ندوی مدظلہ کے پاس کراچی بھیجی تھی، جس کے جواب مین علامہ موصوف نے تحریر کیا ہے کہ "حضرت مخدوم بہاری اور حضرت مظفر شمس بلخی وغیرہ حضرات کے علم و فن مین کیا شک ہے، ان کے فضائل ظاہری و معنوی روشن ہین، اگر آپ نے ان کی سند حدیث اور درس بخاری و مسلم کا ثبوت خوب پیدا کیا ہے، حضرت مخدوم بہاری اور حضرت مظفر شمس رحمہا اللہ تعالیٰ کے تصوف سے میری ایسی واقفیت نہین ہے کہ کوئی مضمون لکھ سکون، اور ان کی کتابین بھی یہان موجود نہین ہین، اس لئے معذوری ہے، ایک زمانہ ہوا کہ معارف مین ہندوستان مین علم حدیث پر ایک سلسلہ شروع ہوا تھا، پھر بند ہو گیا، آپ خود اس سند کو پیش کر کے ایک مختصر مضمون لکھ دین، اور معارف مین ارسال کر دین، ؎ یہ سلسلہ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی مدظلہ نے معارف مین لکھا تھا، اس سلسلہ مین مولانا شیخ نور علی محدث سہسرامی کے عنوان سے راقم کا ایک مضمون معارف بابت ماہ فروری ۱۹۳۲ء مین شایع ہو چکا ہے،

؎ وجہ قیاس، شیخ احمد چرمپوش رحمہ اللہ سے حصول ارادت اور اخذ بیعت اور خانقاہ احمدیہ مین گوشہ گیر ہو جانے کے بعد سلطان شمس الدین بلخی نے اپنی رفیقۂ حیات کو رفاقت و موافقت کے لئے ایک خط روانہ کیا ہے، وصول خط کے وقت مولانا کا فرمانا کہ "مجھے موافقت پدر مادری ہستم ما نیز موافقت پدر خواہم کرد" بعد وصول بہار پدر مہربان کا مولانا کو چرمپوش رحمہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کرنا اور آپ کا فرمانا کہ "اعتقاد با برکت شود کہ اور اعلم راسخ باشد" باقی ص ۲۱۰ پر

آپ کا خاندان فقر وغنا دونون حیثیتون سے ممتاز اور ممدوح خلائق تھا، ایک طرف آپ کے آبا و اجداد نے بلخ کے تخت حکومت پر عدل گستری کی اور دوسری طرف فقیری و درویشی کی مسند پر سلوک و عرفان کی داد دی ہے کہ اولیائے کبار اور مشائخ عظام کی خانقاہون اور خانوادون مین ان کے نام کا اب تک کلمہ پڑھا جاتا ہے، امام العارفین حضرت سلطان ابراہیم ادہم قدس سرہ نے جو آپ کے اجداد مین ہین ایک طرف قطب الاقطاب حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت اویس قرنی قدس سرہما سے اجازت و خلافت و خرقہ حاصل کیا اور دوسری طرف شمس العارفین تاج الاولیا حضرت حذیفۃ المرعشی، اور خواجہ شقیق بلخی رحمہما اللہ نے ان سے اجازت و خلافت حاصل کی ہے،

(بقیہ ص ۲۰۹) اور قیام بہار کی مدت مین علما سے مباحثہ کرنا اور مخدوم جہان سے نکات علمی کا حل کرنا اور بعض مسائل مین گاہے گاہے لانسلم فرمانا اور نیز صاحب مونس القلوب کا لکھنا کہ "پیش ازان کہ حضرت مخدوم شیخ مظفر مرحوم بر حضرت مخدوم جہان بیایند دانشمند شدہ بودند" اور ارادت کے بعد مولانا کا دہلی روانہ ہونا اور کوشک فیروزی مین مدرس اعلیٰ مقرر ہونا ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ مخدوم جہان کی خدمت مین حاضری سے پیشتر مولانا صاحب عقل و تمیز تھے، اور درس و تدریس سے فراغت کر چکے تھے اس لئے قیاس یہ ہو کہ مولانا کا سن اخذ بیعت اور خدمت اقدس مین حاضر باش ہونے کے وقت ۲۵ یا ۳۰ برس ہوگا، درس گاہ فیروز شاہی مین مولانا کا ایک مدت تک قیام رہا اور پھر مولانا کا مخدوم جہان کی خدمت مین حاضر رہ کر جہد و ریاضت اور مشاغل مین رہنا اور خانقاہ کی مجاوری اور فقرائے خانقاہ کی خدمت کرنا، یہ مدت بھی تقریباً بیس سال ہو گی، اور مکتوبات بست و ہشت یعنی جوابی مکتوبات شیخ یحیٰی منیری کے دیباچہ مطبوعہ اور اخبار الاخیار کی تصریحات سے ظاہر ہے کہ مولانا اور شیخ کے درمیان مراسلہ و مکاتبہ کا سلسلہ مستقلاً پچیس (۲۵) سال رہا، مگر مکتوبات مذکور کے مکتوب بست و دوم و مکتوبات بست و ششم و مکتوب بست و ہشتم کی آخر عبارت سے ظاہر ہو کہ شیخ سے آخر حیات تک مراسلت کا سلسلہ رہا، حتی کہ غلبہ پیری مین بھی جبکہ ہاتھون مین رعشہ تھا اور بینائی نے جواب دیدیا تھا تو گاہے کبھی خود لکھتے تھے اور کبھی مولانا تقی الدین سے لکھا کر بھیجتے تھے بعد وفات شیخ آپ چھ سال تک زندہ رہے لہذا قرین قیاس ہو کہ (باقی ص ۲۱۲)

سلطان شمس الدین بلخی کا ورود ہند

آپکے والد سلطان شمس الدین بلخی نے بلخ کی ریاست وحکومت ترک کرکے اہل وعیال کے ہمراہ شاہان ترک کے عہد حکومت مین ہندوستان پہنچکر دہلی مین سکونت اختیار کی مقام سکونت باغ شہزادۂ بلخ کے نام سے مشہور خاص وعام ہوا، کہا جاتا ہے کہ وہ مقام سلطان التمش کے حوض، اور مولانا عبد الحق محدث رحمہ اللہ کے مقبرہ کے متصل تھا،

بہار کی روانگی

آپکے دہلی وارد ہونے کے بعد سلطان محمد تغلق شاہ نے خدمت کی سعادت حاصل کی اور دیوانخانہ مین کوئی منصب تفویض ہوا، مگر دربار کے کسی منصب دار کی چشمک کے سبب آپ منصب ترک کرکے پیر طریقت کی جستجو مین نکلے، بزرگان طریقت سے عقیدت اور ذوق تصوف وراثت مین ملے تھے، ترک وطن اور تارک امارت کے بعد زاہدانہ اور درویشانہ رنگ اور گہرا ہوگیا خانقاہون کی خاک چھانی مگر کوئی نظرون مین نہ جنچا، آخر پیر کی جستجو مین بہار کا رخ کیا، حضرت شیخ احمد چرم پوش رحمۃ اللہ پہلے سے آگاہ ہوگئے

(بقیہ حاشیہ ص ۲۰) مولانا کی ولادت ساتوین صدی ہجری کے آخر یا آٹھوین صدی ہجری کے اول ہی مین ہوئی ہوگی ان ہی وجوہ سے آپکے سن وصال کا بھی اندازہ ہوتا ہے [۳] بحوالہ رسالہ شیخ بہرام بہاری (مرید ومجاز شیخ حسین مظفر شمس بلخی) اور رسالہ مطلوب المبارک ملفوظ مولانا شیخ آمون علیہ الرحمہ،

(حاشیہ ص ۲۱) [۱] خزینۃ الاصفیا وتذکرۃ الاولیا فارسی،

[۲] مناقب الاصفیا مصنفہ مخدوم شیخ شعیب بن شیخ جلال ابن مخدوم عبد العزیز ابن شیخ الاسلام امام محمد تاج فقیہ ہاشمی منیری نبیرۂ عم مخدوم جہان مطبوعہ ۱۸۹۵ء مگر بروایت رسالہ شیخ بہرام بہاری اور صاحب مونس القلوب سلطان شمس الدین بلخی بلخ کی ریاست وحکومت ترک کرکے دہلی آتے ہوئے بہار پہنچے اور حضرت شیخ احمد چرم پوش سے بیعت حاصل کی اس کے بعد آپ کی موافقت مین سلطان مظفر شمس بلخی اور معز الدین شمس بلخی بلخ کی بادشاہت خود ترک کرکے بلخ سے براہ راست بہار پہنچے ہین واللہ اعلم [۳] چرم پوش مخدوم جہان کے خالہ زاد بھائی ہین، مزار شریف بہار شریف کے محلہ امبر مین مرجع خلائق ہے، آپ کو شیخ علاء الدین علاء الحق سہروردی سے اور انھین شیخ سلیمان محوسی سے اور انھین (باقی حاشیہ ۲۲ پر دیکھیے)

تھے چنانچہ حاشیہ نشینوں سے فرمایا کہ "دوستے می آید" اور اصحاب طریقت کے ہمراہ استقبال کے لئے نکلے اور نہایت گرمجوشی سے ملے، اور خانقاہ مین اپنی نگاہ کے سامنے ٹھہرایا، سلطان موصوف نے قدمبوسی کے بعد ہی اظہار ارادت کیا اور خانقاہ مین گوشہ گیر ہو کر یاد الٰہی مین مشغول ہو گئے، اور اجازت و خلافت سے سرفراز ہو کر روحانی دنیا کی بادشاہت حاصل کی،

مولانا مظفرؒ کا بہار روانہ ہونا

بہار مین قیام کے بعد خادم خاصؒ کو دہلی روانہ کیا اور اپنی رفیقۂ حیات کو لکھا کہ مین نے ترک دنیا کر کے خانقاہ کی گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے[1] اگر تم کو رفاقت منظور ہو تو مال و متاع فرزندون کو حوالہ کر کے بہار چلی آؤ، نیک بی بی نے لائق فرزند سلطان مظفر شمس اور سلطان معز الدین شمس کو واقعہ سے آگاہ کیا، فرزندون نے کہا کہ پدر بزرگوار کی رفاقت کے ہم لوگ زیادہ مستحق ہین، چنانچہ تمام خانمان چھوڑ کر کے کل وابستگان کے ہمراہ بہار کا رخ کیا اور راہ مین ظفر آباد[2] مین ایک مدت قیام کیا اور وہان سے منزل بمنزل ٹھہرتے بہار پہنچے،

محلہ بلخیان متصل خانقاہ مخدوم اب تک مشہور عام ہے، بزرگان بلخ کو سرزمین بہار اس قدر پسند

(بقیہ حاشیہ ص ۲۱۱) مولانا شیخ تقی ہوسی سہروردی سے ارادت حاصل تھی، خانقاہ ہنوز موجود ہے، آپکے احوال مین ایک مستند مخطوطہ ان کے اخلاف مین موجود ہے، چرم پوش حضرت مخدوم شیخ شہاب الدین جگجوت (ابن شیخ محمد کاشغر خلیفہ و مجاز شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (آپ کا مزار پاک جھٹلی مین متصل پٹنہ ہنوز موجود ہے) کے نواسہ مین اور مخدوم جہان بھی حضرت پیر جگجوت کے نواسہ ہین اس طرح یہ ہردو بزرگ خالہ زاد بھائی ہین، از آثار شرف مصنفہ قاضی سید نور الحسن متوطن شیرگھاٹی،

[1] بروایت مونس القلوب اور رسالہ شیخ بہرام بہاری اپنے فرزندون کو بلانے کے لئے خادم خاص بلخ روانہ کیا، چنانچہ وہ بھی حکومت ترک کر کے وارد ہند ہوئے اور بہار پہنچے [2] ظفر آباد متصل جونپور مین سلطان شمس الدین کی حرم محترم اور فرزندون نے کافی مدت تک قیام کیا ہے، اسی بنا پر مولانا مظفر بلخی رحمہ اللہ کو جا بجا تذکرہ نویسون نے ظفر آبادی بھی لکھا ہے،

ہوئی کہ محلہ پہاڑ پورہ[1] مین ہمیشہ کے لئے آسودہ ہو گئے، مگر خود سلطان شمس الدین بلخی کا مزار بیر کے جوار مین احاطہ[2] درگاہ مین ہے،

بہار پہنچنے سے پیشتر آپ علم کی تکمیل کر چکے تھے، مگر کہان تکمیل کی یہ نہین معلوم، قیاس[3] ہے کہ وطن مالوف بلخ ہی مین کی ہوگی، صاحب[4] مونس القلوب نے مجلس سی وسوم مین "ذکر حضرت شیخ مظفر مرحوم و تعلیم ایشان در دہلی و آمدن ایشان در بہار افتاد" کے تحت لکھا ہے کہ

"حضرت خوندگار عظمہ اللہ[5] فرمود پیش ازانکہ حضرت مخدوم شیخ مظفر مرحوم بحضرت مخدوم جہان بیایند دانشمند شدہ بود و در دہلی ایشان افتادہ بودند، سلطان فیروز شاہ در کوشک لعل مدرس گردانیدہ و پنج ہزار تنکہ نان و تعین کردہ بود و چند گاہ بتدریس مشغول بودند"

عنوان مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی تعلیم دہلی مین ہوئی، مگر اس کے مضامین سے وضاحت نہین ہوتی ہے، صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم جہان کی خدمت مین حاضر ہونے سے پیشتر فراغت پا چکے تھے، اور درسگاہ شاہی مین درس دے چکے تھے،

صاحب[6] گنج لایخفیٰ کا یہ جملہ کہ "مولانا مظفر بمصلحتے پیش سلطان فیروز رفتہ بود" غالباً درس و تدریس کی

---

[1] و [2] حسب روایت مولوی سید فصیح الدین بلخی مصنف تاریخ مگدھ بہار اور مولانا حکیم سید شاہ تقی حسن سجادہ نشین خانقاہ فتوحہ [3] صاحب رسالہ شیخ بہرام بہاری اور مونس القلوب نے بتصریح تحریر کیا ہو کہ مولانا حسب طلب پدر بزرگوار ترک حکومت کر کے براہ راست بلخ سے وارد ہند ہوئے اور بہار پہنچے، اور مونس القلوب کی مجلس سی وسوم کے عنوان "تعلیم ایشان" سے منشا تحصیل نہین بلکہ تدریس ہو، اس کی تائید مندرجہ مضامین سے ہوتی ہے [4] ملفوظات مخدوم احمد لنگر دریا بلخی نبیرہ برادر زادہ مولانا مظفر بلخی مخدوم نوشہ توحید بلخی المتوفی ۱۰۸۱ھ [5] المسمیٰ شیخ احمد بن حسن بلخی [6] ملفوظ مخدوم شیخ حسین معز بلخی،

تقریر کی طرف اشارہ کر رہا ہے، صاحب مناقب الاصفیا[1] لکھتے ہین کہ مولانا مظفر کو علوم عقلیہ اور نقلیہ مین ید طولی اور درجۂ کمال حاصل تھا اور ابتداً اس قدر غلو تھا کہ جس عالم اور درویش کی صحبت مین بیٹھتے نکات علمی حل کرتے اور مباحثہ و مناظرہ مین وقت صرف کرتے، اور تشفی بخش جواب نہ پاکر اس سے بد عقیدہ ہو جاتے اور اسکی صحبت ترک کر دیتے، آپکے والد مرحوم شیخ احمد چرم پوش رحمہ اللہ کے صفات بزرگانہ خوارق درویشانہ اور کرامات عارفانہ بیشتر آپ کو سنتے، مگر آپ یہی فرماتے کہ بندہ کا عقیدہ صوفی عالم اور درویش راسخ فی العلم ہی پر ہو سکتا ہے، اس دور مین حضرت مخدوم جہان کے علوم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کا شہرہ بہا رہی مین بہنین، اقطاع ہند مین تھا اس لئے آپ کا رجحان مخدوم جہان کی طرف تھا آپکے رجحان کا علم جب آپکے پدر بزرگوار کو ہوا تو آپنے فرمایا کہ "رائے رائے تست ہر جا کہ عقیدۂ تو قرار گیرد آنجا توجہ کن" اس لئے آپنے مخدوم جہان کی طرف رجوع کیا اور مشکلات و نکات علمی پیش کرکے اپنی تشفی کرتے، اگرچہ وفور علم اور معقولات مین غلو کے باعث بیشتر جواب مین "لانسلم" ہی کہا کرتے تھے، لیکن آخر مین مخدوم جہان کے کلام عارفانہ کے قائل ہو کر گرویدہ ہو گئے،

مولانا کا اظہار ارادت اور مخدوم جہان کا بکرر تحصیل علم کی ہدایت کرنا

جب آپنے حصول ارادت[2] و بیعت کی درخواست کی تو مخدوم جہان نے بیعت سے مشرف فرما کر بکرر تحصیل علم کی ہدایت کی، اور جب آپنے اکتساب طریقت کی خواہش ظاہر کی تو مخدوم جہان نے فرمایا کہ "راہ طریقت مین گامزنی اور عقبات طریقت سے مرور و عبور بغیر علم صحیح کے ناممکن ہے تم نے جو علم حاصل کیا ہے وہ جاہ و منزلت اور تعلی و تفوق کی نیت سے کیا ہے، اور اس راہ مین ایسا علم سراسر بے نتیجہ ہے، اس لئے از سر نو لوجہ اللہ اخلاص سے تحصیل علم کرو تا کہ سلوک مین باعث برکت اور درویشی مین نتیجہ خیز ثابت ہو" پیر کے اس ارشاد پر اسی وقت بے سر و سامان تحصیل علم کے لئے نکل پڑے، اور دہلی کی راہ لی، چند ہی منزل طے کرنے پائے تھے کہ پاؤن مین چھالے پڑ گئے، چلنے سے

[1] مناقب الاصفیا، [2] مناقب الاصفیا، و در مونس القلوب،

مجبور ہو کر ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گئے، اتفاق سے ایک صاحب جو مخدوم جہان کے مرید اور بلک زادون مین سے تھے اسی درخت کے نیچے ٹھہرے انھون نے آپ کو پہچانا، دریافت حال کیا آپ نے واقعہ بتایا وہ بزرگ بھی عازم دہلی تھے اس لئے اس رفاقت پر خوش ہوئے، سواری کے لئے ایک تیز رفتار گھوڑا پیش کیا اور بکمال اعزاز و اکرام انھین دہلی تک پہنچایا، دہلی پہنچکر آپ طلبِ علم مین مشغول ہوئے، تقریباً دو سال علوم الٰہیہ کی تحصیل و تکمیل مین مصروف رہے مونس القلوب کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مخدوم جہان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپ کی ارادت سے پیشتر مولانا دہلی مین درسگاہ فیروز شاہی مین درس و تدریس مین مشغول رہ چکے تھے مگر مناقب الاصفیا، کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اظہار ارادت اور اخذ بیعت کے بعد پیر کے ارشاد کے مطابق دہلی جاکر کوشکِ فیروز شاہی مین مدرس مقرر ہوئے، ان مین سے جو واقعہ بھی ہو، دونون واقعے آپکے تبحر علمی کے شاہد ہین،

مکتوبات صد[4] و ہشتاد و یک اور ملفوظات اور مکتوبات[5] بست و ہشت اور سند حدیث اور درس احادیث سے بھی آپ کا علمی تبحر ظاہر ہے، مگر تحصیلِ علم کی ہدایت کی حکمت[5] بظاہر انانیت اور غرور علم کا توڑنا احساس برتری کو دور کرنا تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کی صلاحیت پیدا کرنا تھا کہا جاتا ہے کہ راہ طریقت مین غیر مخلصانہ علم زنار آہنی ہے جس کا توڑ دینا ضروری تھا،

بصیرت علمی و مراتب روحانی

مخدوم جہان نے اکثر و بیشتر مکتوبات[6] مین اکثر آپ کو مولانا، امام شیخ اور شیخ الاسلام کے لقب سے مخاطب کیا ہے، اور بار رسالت سے بھی آپ کو مولانا کا لقب عطا ہوا تھا، چنانچہ لکھتے ہین کہ

"این بیچارہ[5] اول کرت در حرم خانۂ کعبہ مصطفےٰ را صلی اللہ علیہ وسلم در خواب دید و رحجرہ کہ ہمہ نور گرفتہ

---

[1] مکتوبات مولانا مظفر بلخی [2] جوابی مکتوبات مخدوم جہان رحمۃ اللہ [3] مناقب الاصفیا [4] مکتوبات و صدی اسمہ صدی مطبوعہ ۱۳۰۶ھ ونیز مکتوبات بست و ہشت [5] ماخوذ از مکتوبات ہشتاد و یک مخطوطہ مکتوب مذکور ناتمام ہے،

بود فرمود کہ مولانا! این حجرہ بشما میدہم بیائید وباشید وخوش خوابید. بودن این بیچارہ در خواب مکث کرد بار دیگر ہم فرمود برین عبارت کہ ہنوز فرزندان را ہم بیارین و فاطمہ درین حجرہ بودایم بشما میدہم خوش خوابید بودن اکنون جواذب آن خواب قلابہ در دل آویختہ الخ"

تذکرہ نویسوں نے اجلۂ شیوخ طریقت، اعز اصحاب حقیقت، راسخ ترین سالکان صاحب اسرار کے القاب سے یاد کیا ہے، آپ کی ذات گرامی معقولات و منقولات کی جامع تھی، ابتدا میں معقولات کا زور تھا، مباحثہ ومناظرہ ومکالمہ میں معقولات ہی کے جوہر نمایاں تھے، کتاب وسنت کی بصیرت، اور منقولات کا تبحر، مکتوبات صدو ہشتادو یک مکتوبات[۵] جوابی شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری یعنی مکتوبات بست وہشت سے اور آپ کا تفقہ سند حدیث اور اجازت نامہ سے ظاہر ہے جو آپ نے برادرزادہ فقیہ حسین معز شمس بلخی کو اپنے قلم سے لکھ کر عطا کیا تھا، اس کی نقل حسب ذیل ہے۔

سند حدیث و درس حدیث	اما بعد فقیر حقیر مظفر شمس عامۂ مسلمانان را سلام ودعائی رساند و باز می نماید فقیہ حسین معز برادرزادہ این فقیر است حق سبحانہ وتعالیٰ بفضائل بسیار

[۵] مکتوبات مذکور قلمی ہیں اور محب الاعز مولانا حکیم شاہ تقی حسن بلخی سجادہ نشین خانقاہ فتوحہ کے مجموعہ نوادر سے ہیں، مکتوب الیہم میں علماء و فضلا اور قضاۃ، بعض مخلص مریدین اور ایک دو شاہان ہند کے نام نامی معلوم ہوتے ہیں، مضامین بیشتر تصوف، فقہ، حدیث، تفسیر، عقائد، اعمال واذکار، اور عدل وانصاف کی تلقین سے متعلق ہیں، ان کے آخر میں سنہ کتابت ۱۱۵۰ھ اور کاتب کا نام نامی بید العقیر غلام یحییٰ تحریر ہے، اور غلام یحییٰ کی مہریں بھی ثبت ہیں، جابجا کاتب کے حواشی بھی درج ہیں، یہ وہی غلام یحییٰ بہاری ہیں جنھوں نے مخدوم جہان کی مشہور کتاب آداب المریدین کے حواشی لکھے ہیں[۲] مطبوعہ مطبع نولکشور ۱۸۸۹ء ایضاً مطبوعہ مطبع علوی محمد علی بخش خان نقشبندی ۱۲۸۷ھ پیش نظر ہیں، دیباچہ کتاب میں مسطور ہے کہ بیس سال تک مولانا اور مخدوم جہان میں مراسلت ومکاتبت کا سلسلہ جاری رہا، ان کی تعداد دو سو تھی، مگر مخدوم نے مکتوب الیہ کو تاکید کر دی تھی کہ مکتوبات ہر سلسلہ کسی کو نہ دکھانا اس لئے مولانا نے وصیت کر دی تھی کہ شیخ کے مکتوبات

دیدہ گرامی دادہ فرزند صالح و متقی است (حدیث) بقریب چہار سال در مکہ مبارک بود قرأت قرآن و شاطبی پیش شیخ شمس الدین خوارزمی و درون حرم کعبہ کردہ و قرأت سبعہ پیش شیخ شمس الدین حلوانی در مقام ابراہیم پیش در کعبہ گذشتہ و شیخ شمس الدین مذکور در عصر خود یگانہ روزگار است در حلب و شام و مصر و مدینہ مصطفیٰ و مکہ مبارک در علم قرأت دیدہ النظیرے نیست و جائے شیخ مجاور حرم است (حدیث) فرزند حسین مذکور سند حدیث بر این فقیر کردہ، صحیح مسلم و صحیح بخاری من اولہ و آخرہ لفظاً و معنیً بر این فقیر تحقیق کردہ خدائے تعالیٰ وے را ذہن صافی و طبیعت فیاض دادہ ست، و سند دیگر بر خطیب عدن نیز کردہ است جہت این فقیر او در تدریس این علم مجاز است خدائے تعالیٰ او را نافع مسلمانان گرداند و در دین ایشان و در دنیا ایشان آمین"

(حدیث) فقیہ حسن مذکور مرید بندگی شیخ الاسلام والمسلمین مخدوم شرف الحق والدین احمد یحییٰ منیری است قدس سرہ العزیز از جہت این فقیر برائے توبہ دادن مسلمانان و بیعت کنانیدن و مقراض راندن مجاز است معلوم عزیزان باشد عاقبت او ہمہ مسلمانان بخیر باد آمین."

اس سند[1] سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ مولانا کا مشغلہ محبوب درس و تدریس اور خاص طور پر صحیحین کا درس تھا،

(بقیہ حاشیہ ص ۲۱۶) میرے کفن میں رکھ کر دفن کر دیئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر ایک خریطہ میں شیخ کے مکتوبات بست و ہشت رہ گئے تھے، یہ وہی مکتوبات ہیں، ان کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مخدوم کے آخری دور حیات سے متعلق ہیں، چنانچہ مکتوبات بست و دوم و بست و ششم و بست و ہشتم کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم کی نظر میں فتور، بینائی میں قصور اور ہاتھوں میں رعشہ پیدا ہو چکا تھا، مکتوبات کے مضامین بیشتر احادیث و آیات قرآنی کے معانی و تفاسیر سے متعلق اور توحید و موحد اور اسرار سلوک و سالک پر مشتمل ہیں اگر جوابات سے سوالات کا اندازہ ہو سکتا ہے تو ان مکتوبات سے مولانا کے استفسارات کا پتہ چلتا ہے، علاوہ مولانا امام مظفر سے منسوب ہیں بعض مکتوبات میں شیخ الاسلام مظفر بھی مذکور ہے،

[1] اس سند میں حدیث کا لفظ جو بار بار آیا ہے اس سے منشا کلام متفرق ہے کیونکہ مکتوب مخدوم جہاں میں بھی (باقی ص ۲۱۸ پر)

مکتوبات دوصدی مطبوعہ ۱۳۲۹ھ جلد دوم کے مکتوب صدی سی دوم در ارشاد و استظہار مریدان کے زیر عنوان مخدوم جہان نے اپنے فرزند فخر الدین کو مخاطب کرتے ہوئے ہدایت کی ہے کہ

"کار آن فرزند بہ مولانا مظفر حوالہ کردہ شدہ است ہر چہ از وے بشنود چنان تصور کنید کہ از ین درویش شنیدہ کہ در جمیع امور دین مطیع او بود ہر چہ پیش آید در راہ سلوک رجوع بدو کنید وحل آن از و طلبید"

اس ہدایت نامہ سے مولانا مظفر کے کمالات کا اندازہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ رسالہ وفات نامہ[1] مرتبہ زین بدر عربی کی اس عبارت کہ

"مولانا شہاب الدین خدمت مولانا مظفر بلخی و مولانا نصیر الدین یاد دہانیدند و عرض داشتند کہ حضرت مخدوم در باب مولانا مظفر و مولانا نصیر الدین چہ فرمان می شود بندگی مخدوم قدس سرہ العزیز با خوشی تمام بر لفظ مبارک راندو تبسم کنان فرمود بشارت جمیع انگشتان بجانب سینہ مبارک خود مظفر خان من است و جانان من است و مولانا نصیر الدین ہم چنین فرمود آنچہ خلافت و مقتدی راہی باید در ایشان موجود است"

سے بھی مولانا کے روحانی مقامات ظاہر ہیں،

مخدوم قدس سرہٗ کے کلمات "تن شرف الدین جان مظفر جان شرف الدین تن مظفر مظفر شرف الدین شرف الدین مظفر" سے بھی آپ کا مرتبہ محبوبیت و مقبولیت ظاہر ہے،

(باقی)

(بقیہ حاشیہ ص ۲۱۷) (۳) یہ لفظ اکثر موقع پر استعمال کیا گیا جس کے بعد کلام متفرق ہوتا ہے،

[1] مخدوم جہان کے وصایا اور وفات پر یہ رسالہ خادم مخلص زین بدر عربی نے جمع کیا تھا اگرہ پریس سے ۱۳۱۲ھ میں طبع ہو کر شائع ہوا تھا اور اب تک منقول ہے کہ مناقب الاصفیاء،

تصوف اسلام

اسلامی تصوف کا عطر قدماء صوفیہ کا لب ولباب اور انکی تصانیف پر تبصرہ (از مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی)

قیمت عہ

منیجر